مصنوعی ذہانت کی جنایات کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of the crimes of Artificial Intelligence

ڈاکٹر محمد عزیز*
ڈاکٹر محمد ناصر**

Abstract :

"AI" is considered one of the most advance features of computer science and it has brought a wonderful innovation in modern technological world. There are four basic approaches of AI which include thinking humanly, thinking rationally, acting humanly and acting rationally. The first two are related with process and rational while the rest two deals with behavior and action; these two concepts lead it to enter into the human domain because doing an action is a feature of human beings too. However, human actions are quite different in nature; they could harm a person and commit aggression and crime and such crimes and aggressions carry legal consequences. So we confront some important questions in this scenario: if an AI(Robot) commits any aggression or crime, what would be the legal consequences? Who will be responsible for this aggression? Who will compensate the damages and the pay the reimbursement? This paper deals with these particular aspects of "AI" from a jurist perspective.

Key Words: Artificial Intelligence, Crime, Robot, Islamic perspective

*لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور
**لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور

مصنوعی ذہانت (Artificial intelligence) کا مفہوم

مصنوعی ذہانت (Artificial intelligence) دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ایک آرٹیفیشل جس کا مفہوم "man-made," ہے جبکہ Intelligence کا مطلب (Thinking power) ہے۔

مجموعی طور پر اس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"It is a branch of computer science by which we can create intelligent machines which can behave like a human, think like humans, and able to make decisions."[1]

یہ کمپیوٹر سائنس کی وہ شاخ ہے جس میں ایسی مشین تیار کی جاتی ہے جس کے خیالات، حرکات و سکنات اور فیصلے کی قوت انسانوں جیسی ہو۔

"AI" کا مفہوم مشین میں پائے جانے والے انسانی ہنر اور صلاحیت کے بعد وجود میں آیا ہے۔ یہ اکیسویں صدی میں ٹیکنالوجی کی دنیا کی حیرت انگیز ایجاد ہے جس میں کئی جہتوں سے بہتری کا عمل جاری ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نئی ایجاد نہیں بلکہ یونانیوں میں ایسی داستانیں پہلے سے مشہور ہیں جن میں ایسی مشینوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے جس کی حرکات و سکنات انسانوں جیسی ہوتی تھیں۔

"AI" "مصنوعی ذہانت" کی ضرورت

مصنوعی ذہانت سے دنیائے افق پر ابھرنے والے حقیقی مسائل جن میں انسانی صحت، مارکیٹنگ، ٹریفک کی جملہ رکاوٹیں شامل ہیں کو اس طرح کے سافٹ ویئر سے حل کرنا ممکن ہے۔ اور خاص کر وہ مقامات جہاں انسانوں کی موجودگی خطرناک ثابت ہو سکتی ہو وہاں پر اس طرح کے روبوٹس کو کار آمد بنایا جاسکتا ہے۔

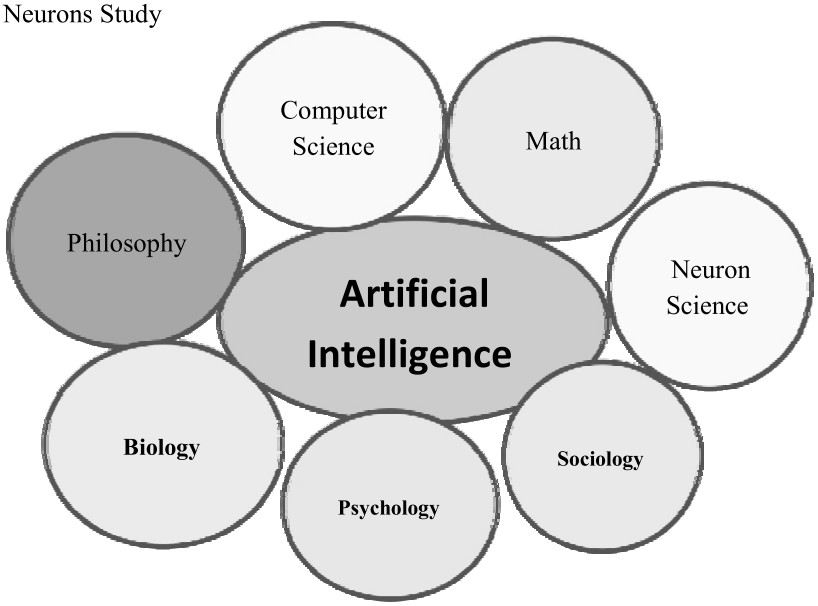
"AI" کے ذریعے سے نئی ٹیکنالوجی، آلات اور مواقع کی جانب بڑھا جاسکتا ہے۔

"AI" مصنوعی ذہانت کی بنیادیں

مطلق ذہانت تو انسانی دماغ کا نظر نہ آنے والا حصہ ہے جو تعلم، فہم وادراک، قوت فیصلہ، اور استدلال، کا مجموعہ ہے۔ انسانی ساختہ ذہانت خود مختار نہیں بلکہ انسانی مدد اور تعاون کی محتاج ہے۔ مصنوعی ذہانت محض کمپیوٹر سائنس کی کرشمہ سازی نہیں بلکہ اس کی تکمیل میں درج ذیل مختلف علوم اور عوامل شامل ہیں۔

- Computer Science
- Mathematics
- Statistics
- Biology
- Psychology

- Sociology
- Neurons Study



عصر حاضر میں مصنوعی ذہانت کا بہترین شاہکار روبوٹس ہیں.

لفظ "Robot" چیک زبان کا لفظ روبوٹا سے لیا گیا ہے جس کا معنیٰ "جبری مشقت" ہے۔[2]. روبوٹ اصلاً ایک اصطلاح ہے جو کیرل کیپیک نے 1921 میں کھیلے گئے (Rossum's Universal Robots) میں تیار کیا تھا۔ یہ کمپیوٹرائزڈ مشین کو بیان کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ آج کل اسے مشکل کاموں کو انجام دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ مختصراً یہ کہ روبوٹ انسان کی بنائی ہوئی ایسی مشین کا نام ہے جو ایک یا کئی کاموں کو خود بخود تیز رفتاری اور درستگی سے انجام دیتی ہے۔ بنیادی طور پر روبوٹس کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ صنعتی روبوٹس Industrial Robots

2۔ خدمات مہیا کرنے والے روبوٹس Service Robots

1۔ صنعتی ربورٹس: کو صنعتی اداروں کے کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کی چھ قسمیں ہیں جو مختلف قسم کی ذمہ داریاں انجام دیتے ہیں۔

1- Articulated robots
2- Cartesian robots
3- SCARA robots
4- Delta robots
5- Polar robots
6- Cylindrical robots

۲۔ خدمات مہیا کرنے والے روبوٹس Service Robots

سروس اور خدمات انجام دینے والے روبوٹس صنعتی ترقی میں ذمہ داری کے ساتھ ساتھ معاشرے میں مختلف نوعیت کے کام سر انجام دیتے ہیں۔ اس روبوٹ کو دو طرح سے تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ انفرادی اور ذاتی خدمت کے لئے دستیاب روبوٹس

۲۔ پیشہ وارانہ خدمات انجام دینے والے روبوٹس

ا۔ انفرادی اور ذاتی خدمت کے لئے دستیاب روبوٹس

(Service Robots for personal and Private Use)

روبوٹس کی یہ قسم عموماً گھروں میں استعمال کی جاتی ہے اور انسان کی ذاتی ملکیت ہوتے ہیں۔ گھریلو ذمہ داریوں میں تنوع کی وجہ سے ان کی خدمات میں بھی تنوع پایا جاتا ہے جن کو پورا کرنے لے لیے مختلف قسم کے روبوٹس درکار ہوتے ہیں۔

1. گھریلو کام کاج والے روبوٹس
2. تفریح مہیا کرنے والے روبوٹس
3. گھر کی نگرانی کرنے والے روبوٹس
4. پیشہ وارانہ خدمات انجام دینے والے روبوٹس (Service Robots for professional Use)

پیشہ ورانہ خدمات سر انجام دینے والے روبوٹس عموماً ریاست یا کسی بڑی کمپنی کی ملکیت ہوتے ہیں جو صحت، دفاع، نگرانی اور پبلک ڈیلنگ اس جیسے دیگر اہم کام سر انجام دیتے ہیں۔[3] زیر نظر مقالے کا مقصد اسی قسم کے روبوٹس کی جنایات کا تجزیہ کرنا ہے۔ یہ روبوٹس کی اعلیٰ قسم ہے جسے اسمارٹ روبوٹ بھی کہا جاتا ہے، اس میں ایسی مصنوعی ذہانت (AI) کا نظام پایا جاتا ہے جو اپنے ارد گرد کے ماحول اور تجربے سے سبق حاصل کر سکتا ہے اور ان معلومات سے اپنی صلاحیتوں کو مزید استوار کر سکتا ہے۔[4]

آرٹیفیشل انٹیلیجنس کی بڑھتی مانگ اور سماج میں اس کے اثر رسوخ کے بعد اگر اس حوالے سے پیشگی قانون سازی نہ کی گئی تو یہ بہت سے قانونی اور اخلاقی مسائل کا پیش خیمہ ہوسکتے ہیں۔ اگرچہ عاصموف نے روبوٹ کے لیے درج ذیل تین بنیادی ضابطے پیش کیے ہیں:

1۔ روبوٹ نہ کسی کو زخمی کر سکتا ہے نہ کسی کو اس کے زخمی کرنے کا حق حاصل ہے۔

2۔ روبوٹ انسان کے دیے گئے احکامات کا اس وقت تک پابند ہے جب تک پہلے ضابطے سے متصادم نہ ہو۔

3۔ روبوٹ کے لیے اپنی حفاظت ضروری ہے جب تک پہلے دو ضابطے متاثر نہ ہوتے ہوں۔[5]

جنایت کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

کوئی بھی گناہ نافرمانی لغوی معنیٰ کے اعتبار سے جنایت کہلاتی ہے۔ علامہ وہبۃ الزحیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' الجناية أو الجريمة لغة: هي الذنب أو المعصية، أو كل مايجنيه المرء من شر اكتسبه"۔[6]

اس طرح کوئی بھی برائی اور جرم کا ارتکاب جنایت کہلائے گا۔ فقہاء نے جنایت کی دو قسمیں ذکر کی ہیں:

1۔ جنایت عام 2۔ جنایت خاص

1۔ جنایت عام

شریعت کی رو سے ہر ایک حرام کام جس کا اثر انسانی جان، مال یا کسی بھی چیز پہ پڑتا ہو جنایت کہلاتا ہے۔

علامہ ماوردیؒ نے اس کی تعریف کچھ یوں کی ہے: "الجرائم: محظورات شرعية زجر الله تعالى عنها بحد أو تعزير. والمحظور: إما إتيان منهي عنه، أو ترك مأمور به"۔ شریعت کی منع کردہ امور جن کے ارتکاب پر حق سبحانہ وتعالی نے حد یا کسی سزا سے خبر دار کیا ہے۔ پھر محضورات سے مراد دنوں ہیں مامور بہ کو ادا نہ کرنا یا منہی عنہ کا ارتکاب کرنا ہے۔

جنایت خاص

جنایت خاص سے مراد ایسا جرم جس کا اثر انسانی جان اور اسکے اعضاء پر پڑے۔ جیسا کہ قتل، زخم یا مار۔ اس اعتبار سے مختلف فقہاء نے اس کو مختلف عنوانات کے تحت ذکر کیا ہے۔

''وهو إطلاق الجناية على الاعتداء الواقع على نفس الإنسان أو أعضائه. وهو القتل والجرح والضرب . ويبحثه الفقهاء إما تحت عنوان «كتاب الجنايات» كالحنفية، أو ''كتاب الجراح'' كالشافعية والحنابلة الذين اعتبروا الجراحة[7]"

مجنیٰ علیہ کے اعتبار سے جنایت کے اقسام

جنایت کی مجنیٰ علیہ کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں

1۔ چوپایوں اور جمادات پر جنایت

2۔ انسان کے اوپر جنایت

پہلی قسم کو فقہاء نے "باب الغصب و الاتلاف" کے ذیل میں بیان کیا ہے۔ جبکہ دوسری قسم کو کتاب الجنایات کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

شدت اور قوت کے اعتبار سے جنایت کی اقسام

اپنی کیفیت کے اعتبار سے جنایت کی تین قسمیں ہیں

1۔ جنایت علی النفس انسان پر جنایت یعنی قتل

2۔ جان سے کم کم میں جنایت یعنی زخم اور چوٹ

3۔ جنایت علی النفس صورتاً جیسے جنین پر جنایت

قصد اور ارادے کے اعتبار سے جنایت کی قسمیں

جنایت میں بڑا اثر انسانی ارادے کا ہوتا ہے اور شریعت میں اسے معتبر مانا جاتا ہے۔ کسی فعل کی انجام دہی میں قصد اور خطا کے لحاظ سے کافی فرق ہوتا ہے۔ قصد سے فعل میں عقاب اور ثواب کا اثر زیادہ ہوتا ہے بنسبت خطا کے۔ اس اعتبار سے جنایت کی تین قسمیں ہیں

1۔ عمد 2۔ شبہ عمد 3۔ خطاء

عمد:

مجرم نے جنایت کا قصد کیا ہو اور اس کا اثر بھی ظاہر ہو

شبہ عمد:

مجرم نے جنایت کا ارادہ کیا ہو مگر اس کے نتیجے کا قصد نہ کیا ہو

خطاء:

اگر جرم کا قصد ہی نہ کیا گیا ہو تو یہ فعل خطاء متصور ہو گی

مجبوری کی صورت میں جرم کی نسبت اس کے کروانے والے کی طرف کی جائے گی

جب جرم کا ارتکاب مجبوری کی وجہ سے ہو تو اس کی نسبت کروانے والے کی طرف کی جائے گی جس پر قرآن کریم کے شواہد پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب فرعون کو کاہنوں نے بنی اسرائیل کے ایک بچے کے ذریعے حکومت کے خاتمے کی خبر دی تو اس نے بنی اسرئیل کے بچوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اللہ تعالی نے اس فعل کی نسبت اس کی طرف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: " يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ "[8] ترجمہ "وہ تمہاری اولاد کو ذبح کرتے تھے" حالانکہ یہ کام اس کی فوج کیا کرتی تھی۔ ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ کی ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا"[9] (ترجمہ : جب نکالا ان کو کافروں نے)اس آیت کی تشریح میں علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

" فِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ نِسْبَةَ الْفِعْلِ الْمَوْجُودِ مِنَ الْمُلْجَأِ الْمُكْرَهِ إِلَى الَّذِي أَلْجَأَهُ وَأَكْرَهَهُ، لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى نَسَبَ الْإِخْرَاجَ إِلَى الْكُفَّارِ "[10]

اسی طرح علامہ مروزی﴿فأزلهما الشَّيْطَان عَنْهَا[11]﴾(ترجمہ:"بس پھسلا دیا ان دونوں کو شیطان نے جنت سے)کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ :" وَإِنَّمَا نسب الْإِخْرَاج إِلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ كَانَ السَّبَب فِيهِ[12]" ترجمہ:"اور جنت سے نکالنے کی نسبت شیطان کی طرف اس لیے کی گئی وہ اس کا سبب ہے"اسی طرح بخاری شریف کی روایت ہے سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ منیٰ میں عبد اللہ ابن عمرؓ کے پاؤں میں نیزے کی نوک جھب گئی میں نے سواری سے اتر کر نکال دی،حجاج کو جب اس کا علم ہوا تو وہ عیادت کے لیے آیا اور پوچھنے لگا کہ یہ زخم کس طرح آیا؟ابن عمرؓ نے کہا" أنت أصبتنی[13]"،حجاج نے پوچھا کس طرح؟ابن عمرؓ نے فرمایا تو نے اسلحہ اس دن لایا جس دن لوگ نہیں لاتے تھے اور اسلحہ وہاں تک پہنچایا جہاں لوگ نہیں لاتے تھے (یعنی حرم میں)علامہ عینیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:" وَفِيه نِسْبَة الْفِعْل إِلَى الْآمِر بِشَيْء يتسبب مِنْهُ ذَلِك الْفِعْل[14]"حدیث کا یہی معنی اکثر شارحین مثلا ابن حجر عسقلانیؒ نے "فتح الباری "میں ،ابن بطالؒ نے "شرح صحیح البخاری "میں ، علامہ عزاالدین صنعانیؒ نے "التحبیرلایضاح معانی التیسیر"میں لیا ہے ان کے علاوہ دیگر شارحین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔متسبب کی اصطلاح مباشر کے مقابل استعمال ہوتی ہے اس سے مراد وہ آدمی ہوتا ہے جو کسی نہ کسی درجے میں مجرم کا معاون ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان حالات میں متسبب جرم کی نسبت متسبب ک طرف کی جائے گی۔ لیکن یہاں کوئی یہ سوال اٹھا سکتا ہے چونکہ روبوٹ بے جان ہے اس لیے وہ" عجماء" کے حکم میں ہونے کی وجہ سے ضمان سے بھی بری ہو گا جیسا کہ آپ ﷺ کی حدیث سے واضح ہے۔ ان حضرات کی یہ توجیح اس لیے درست نہیں کہ اس صورت میں بھی ضمان مطلقاً معاف نہیں۔

محدثین نے "الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ" :کے مختلف معنیٰ کیے ہیں:شارح بخاری ابن بطال فرماتے ہیں کہ لفظ عجماء عجم سے ماخوذ ہے جانور کو کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی بول نہیں سکتا لیکن اس سے مراد نہ بولنے والی ہر چیز ہے یعنی لفظ اپنے عموم پر ہے چنانچہ ابن بطال فرماتے ہیں :" وكذلك كل ما لا يقدر على الكلام فهو أعجم"[15]حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ "جانور اگر کسی کو نقصان پہنچائے تو اس کی دیت نہیں ہو گی "عمدۃ القاری اور 'ارشادالساری 'سمیت بخاری کی دیگر شروح میں ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دیہاتوں میں صبح کے وقت جانور نگراں کے بغیر چرنے نکل جاتے ہیں اور رات واپس آجاتے ہیں اگر ایسا کوئی جانور کسی کو نقصان پہنچائے تو اس کی دیت نہیں ہو گی اور اگر نگراں ہو تو بھر ذمہ دار ہو گا[16]یعنی حدیث کے الفاظ عام مگر معنی خاص ہے چنانچہ علامہ خطابی فرماتے ہیں "وحديث العجماء جبار عام وهذا حكم خاص والعام ينبئ على

الخاص "یعنی اگر جانور کے ساتھ نگرانی والا ہو تو وہ نقصان کا ذمہ دار ہو گا[17] علامہ شعبیؒ فرماتے ہیں:" إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْبَعَهَا، فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَت "[18] اور امام شافعیؒ کی تصریح کے مطابق شریعت میں ضمان چار وجوہات سے آتا ہے:

- قبضہ
- جرم
- شرط
- سبب

روبوٹ میں مذکورہ چیزوں میں سے سبب پایا جاتا ہے جو ضمان کا باعث ہے۔

دیت کس سے لی جائے گی

- صاحب منتقی نے اس مسئلہ کی تھوڑی بہت تفصیل ذکر کی ہے فقہا کی عام رائے کے مطابق ضمان مالک سے ہی لیا جائے گا یہی رائے ابن القاسم کی ہے اور دیت کی رقم امام مالکؒ کی تصریح کے مطابق عاقلہ سے لی جائے گی ابن مواز کی رائے یہ ہے کہ اگر رقم کی مقدار دیت کے تہائی تک پہنچتی ہو تو عاقلہ پر ہو گی ورنہ نہیں [19] احناف بھی دیت عاقلہ سے لینے کے قائل ہیں

حکم اور مثالیں

جرم میں اگر کئی آدمی شریک ہوں تو قاعدے کے مطابق اس نسبت ہمیشہ مباشر کی طرف کی جائی گی دو سوائے دو صورتوں کے:

- مجرم کی طرف جرم کی نسبت محال ہو
- یا معاون کی طرف سے تعدی پائی گئی ہو

مذکورہ دونوں صورتوں میں معاون کی طرف جرم کی نسبت خون ضائع ہونے سے بچانے کے لیے کی جاتی ہے اور یہ نسبت مجازی ہوتی ہے۔ مثلاً غصب شدہ غلام جنایت کرلے تو اس کی نسبت غاصب کی طرف اس لیے نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس کا مالک نہیں اور غلام کی طرف اس لیے نہیں ہو سکتی کہ وہ متسبب ہے تو اب مالک کے حق کو ضایع ہونے سے بچانے کی خاطر جرم کی نسبت غلام کیطرف کی جائے گی اور یہ قول ابن زاغونیؒ کا ہے :"أَنَّهُ مُتَسَبِّبٌ إلَى الْإِتْلَافِ فَإِذَا لَمْ يُمْكِنْ إحَالَةُ الضَّمَانِ عَلَى الْمُبَاشِرِ أُحِيلَ عَلَى الْمُتَسَبِّبِ صِيَانَةً لِلْجِنَايَةِ عَلَى مَالِ الْمَعْصُومِ عَنْ الْإِهْدَارِ[20]" ترجمہ: کیونکہ یہ ہلاکت کا سبب ہے اور جب بھی مباشر کی جرم نسبت محال ہو تو اس کی نسبت سبب کی طرف کی جائے گی مال معصوم کا ضائع ہونے سے بچانے کے لیے" اور حنبلی فقہ میں بھی یہی حکم ہے:" لأنه إذا اجتمعت المباشرة والتسبب وتعذرت مسؤولية المباشر كانت المسؤولية على المتسبب لئلا تضيع المسؤولية." [21] اسی کا

ذکر کرتے ہوئے علامہ عیاضؒ فرماتے ہیں:" والفقهاء يقولون: إذا اجتمع المباشر والمتسبب في الجناية يكون الحكم على المباشر إلا إذا كان غير مكلف لجنون أو لصغر فيحكم على المتسبب"[22]ترجمۃ :اور فقہا فرماتے ہیں کہ جب جرم میں مجرم اور معاون دونوں پائے جائیں تو جرم کی نسبت مجرم کی طرف ہو گی سوائے اس صورت کے کہ جب مجرم غیر مکلف، یعنی پاگل یا مجنون ہو تو پھر حکم کی نسبت سبب کی طرف کی جائے گی "اسی طرح اگر معاون کی طرف سے تعدی پائی جاتی ہو تو تب بھی یہ ذمہ دار ہو گا:" فإذا كان السبب في وقوع الحادثة تعدياً فهو موجب للضمان"[23] یہی رائے امام محمدؒ کی بھی ہے جسے علامہ سرخسی نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:" فَإِنَّ مِنْ أَصْلِهِ أَنَّ الْمُتَسَبِّبَ كَالْمُبَاشِرِ "[24] اس پر تفریع ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ اگر ایک آدمی کسی سے جبراً قتل کروائے تو دونوں مجرم ہوں گے جس کی متعدد امثلہ پائی جاتی ہیں۔ اگر کوئی سیدھے راستے پر جانور ہانکا رہا ہو اور جانور کسی کو نقصان پہنچالے تو مال کو تحفظ دالانے کے لیے ہانکانے والے کو نقصان کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا ۔اور یہ رائے امام ابی یوسفؒ کی بھی ہے[25] کیونکہ کہ جانور کی نسبت ہانکانے والے کی طرف کی جاتی ہے جیسا کہ صاحب درر الحکا م فرماتے ہیں" لِأَنَّهُ مَحْمُولٌ عَلَيْهِ مِنْ جِهَتِهِ فَأُضِيفَ فِعْلُهُ إلَيْهِ كَالْمُكْرِهِ يُضَافُ فِعْلُهُ إلَى الْمُكْرِهِ فِيمَا يَصْلُحُ آلَةً لَهُ"[26]جب نسبت اس کی طرف ہے تو حفاظت کی ذمہ داری بھی اسی کی ہے۔ جس میں کوتاہی نقصان کا باعث بنی چنانچہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:"وَإِنَّمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ مُتَعَدٍّ فِي التَّسَبُّبِ، لِأَنَّ الْوُقُوعَ بِتَقْصِيرٍ مِنْهُ، وَهُوَ تَرْكُ الشَّدِّ وَالْإِحْكَامِ فِيهِ"[27] اسی طرح اگر کوئی کتا کھلا چھوڑ کر اس کے پیچھے چل رہا ہو اور کتے نے کسی کو نقصان پہنچایا تو مالک اس کا ذمہ دار ہو گا۔

علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں :"وكَذَا أَوْ أَرْسَلَ كَلْبَهُ وَكَانَ سَائِقًا لَهُ يَضْمَنُ مَا أَتْلَفَ"[28] اسی طرح اگر کسی کو دریا میں پھینکا گیا اور اسے مچھلیوں نے کھالیا تو پھینکنے والا اس کا ضامن ہو گا کیونکہ یہ اس کا متسبب ہے اور حقیقی قاتل تو مچھلیاں ہیں موسوعۃ الفقہیۃ میں اس تصریح یوں کی گئی ہے کہ " فيكون إسناد الفعل في هذه الصورة إلى المتسبب مجازاً لأنه ليس القاتل في الحقيقة"[29] لیکن چونکہ زمان اور مکان کے بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے اور مفتی یا مجتہد کے لیے عرف اور اس کی تمام صورتوں کی معرفت اور مہارت از حد ضروری ہوتی ہے اس فن کے ماہرین نے حالات کے مطابق فیصلہ دیا ہے کیونکہ عرف کے بدلنے کے باوجود احکامات کو جوں کا توں رکھنا فساد کا باعث ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب فقہاء نے یہ محسوس کیا کہ لوگ اس قاعدہ فقہیہ :"الضمان على المباشر دون المتسبب[30]" سے غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں تو انہوں نے ہر ایسے شخص کو جو فساد پھیلانے کی کوشش کر رہا ہو کو ضامن ٹھہرایا ہے[31]

خلاصہ بحث:

دائمی مذہب ہونے کے ناطے اسلامی تعلیمات ہر دور اور ہر زمانے کے لیے ہیں۔ جدت کا یہ زمانہ جہاں سائنسی ایجادات نے دھوم مچار کھی ہے جس سے نت نئے مسائل پیش آرہے ہیں۔ انہیں میں آرٹیفشل انٹیلجنس بھی ہے۔ بے جان ہونے کے باوجود اس کی حرکات وسکنات کی شرعی اور آئینی حیثیت متعین کرنا از حد ضروری ہے ۔ اگرچہ ایسی چیزوں کا ذکر نصوص میں صراحتاً تو موجود نہیں لیکن اصول و قواعد میں غور خوض سے یہ واضح ہوتا ہے کہ روبوٹ چونکہ بے جان اور رہنمائی کا محتاج ہے اسکی تمام حرکات ایم محرک کی مرہون منت ہیں، اسلیے حق کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے ان کا ضامن بھی اسی کو ٹہرایا جائے گا۔ اگرچہ یہ محرک بنفس نفیس جرم کا ارتکاب نہیں کرہا جسے شرعی قانون کی اصطلاح میں مباشر کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کا وسیلہ اور ذریعہ ضرور ہے جو معاون یا متسبب کہلاتا ہے۔ جس کو قواعد فقہیہ، اور فقہی آراء کی روشنی میں تحریر کیا جاچکا ہے۔

References

[1] https://www.javatpoint.com/artificial-intelligence-tutorial
[2] https://translate.google.com/#view=home&op=translate&sl=en&tl=ur&text=Czech

[3] Trend in Robot Business and Robotic Research in ME Dept. and CAD/CAM Robotics Center at METU, Assistant prof.Dr.E.Ilhan Konukseven,Department of Mechanical engineering Middle east Technical University Turkey,November 4004
[4] https://searchenterpriseai.techtarget.com/definition/robot
[5] Asimov's Laws Won't Stop Robots from Harming Humans, So We've Developed a Better Solution،Christoph Salge, The Conversation US on July 11, 2017

[6]Al-Zuḥailī,Saikh Wahba,Fiqh –al – Islamī wa Adillatuhu,Vol 7,Pg:5611,Dar-al – Fikr,Ṣuria,Dimashq
[7] Ibid
[8] ,Al Qasas:4
[9] ,Al tawba:40
[10] Al Qarṭabī Abū Abdullha Muḥammad Bin Aḥmad Bin Abī Bakar,jāmi'Li Aḥkām Al Qurān Dār Al kutub Al Miṣrīya 2nd Eidition,1964,Vol2,Pg:69

[12]Al Sam'ānī Abū Al Muẓaffar Mnṣūr Bin Abdul Jabbār Bin Aḥmad,Tafsīr Al Qurān Dār Al Waṭan Al Reyāḍ,1st Eidition,1997,Vol1,Pg:69
[13] Al Bukhārī Abū Abdullha Muḥammad Bin 'Ismā'iīl,ṢḤīḥ Al Bukhārī,Dār Tawq Al Najāt 1st Eidition 1422,Ḥadīth:966
[14] Badar Al Dīn Al 'Aynī Maḥmūd Bin Aḥmad Bin mūsā,Umda Tul Qārī,Dār 'Iḥyā Al Turāth Al 'Arabī,Vol6,Pg:266
[15]Ibn Baṭṭāl 'Alī Bin Khalf Bin Abdul Malik,Sharaḥ Ṣḥīḥ Al Bukhārī ,Maktaba Al Rushd 2nd Eidition,2003Volb,Pg:560
[16]Al Qasṭalānī Aḥmad Bin Abī Bakar Bin Abdul Malik 'Irshad Al sārī,Al Maṭba' Al kubrā Al Amīrīya 7th Eidition,1323,Vol10,Pg:73

[17]Hamza Muḥammad Qāsim,Manār Al Qārī,Maktaba Dār Al bayān Dimashq 1990,Vol3,Pg:57
[18] Sharaḥ Ṣḥīḥ Al Bukhārī Li Ibn Baṭṭāl,Vol8,Pg:560
[19] Al Qarṭubī Sulaimān Bin Khalaf Bin Sa'd,Al muntaqā Sharaḥ Al Muwṭṭāā,1st Eidition 1332,Vol6,Pg66
[20] Zain Al Dīn Abd Al Rahmān Bin Aḥmad Bin Rajab AL qawā'id,Dār Al Kutub Al 'Ilmīya,Pg:206
[21] Abdul Karīm Bin Muḥammad Al Lāḥim,Maṭla' 'Alā Dqā'iq Zād Al Mustanq',Dār 'Iknūz Al Reyāḍ 1st Eidition,2011,Pg:74
[22]Al Sulamīī 'Ayāḍ Bin nāmī Bin 'Auwḍ,Uṣūl Al Fiqh, Dār Al tad mīrīya Al Reyāḍ 1st Eidition 2005,Pg:56
[23] Al Ghazī Muḥammad Ṣidqīī Bin Aḥmad Bin Muḥammad,Musū'a Al Qawā'id fiqhīya,Muassa Al Risāla Bāeirūt,1st Eidition2003,Vol2,Pg:296
[24] Al Srkhsī Muḥammad Bin Saḥal Al mubsūṭ,Dār Al ma'arifa Beirūt,1993,Vol5,Pg:141
[25] Muḥammad Bin Maḥmūd Bin Muḥmūd,Al 'Ināya Sharaḥ Al Hidāya Dār Al fikar,Vol10,Pg:332
[26] Mullā Muḥammad Frāmrz Bin 'Alī,Durar Al Ḥukkām Sharaḥ Ghurar Al Aḥkām,Dār 'Iḥyā Al Kutub Al 'Arabiya,Vol2,Pg113
[27] Ibn'Aābdīn Muḥammad Amīn Bin Umar Bin Abdul 'Aziz,Rud Al Muḥtār 'Alā Dur Al mukhtār Dār Al Fikar 2nd Eidition 1992,Vol6,Pg:606
[28]Zail'aī Uthmān Bin 'Alī,Tabīen Al Ḥaqā'iq,Maṭba' Al kubrā 1st Eidition 1313,Vol6,PG:152
[29] Muwsūa' Al Qawā'id Al Fiqhīya,Vol2,Pg:206
[30] Al Wajīz Fī 'Īḍāḥ Qawā'id Al Fiqh Al Kullīya,Pg:285
[31] Muḥammad Ṣidqī Bin Aḥmad Bin Muḥammd,Al Wajīz Fī 'Īḍāḥ Qawā'id Al Fiqh Al Kullīya,Muassa Al Rīsāla Beirūt 4th Eidition 1996,Pg:285